وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ○ مِنَ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَھُمْ وَکَانُوْا شِیَعًا کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْھِمْ فَرِحُوْنَ ○

ترجمہ: اور نہ ہو جانا تم مشرکوں میں سے یعنی ان لوگوں میں سے جنہوں نے پھوٹ ڈال دی اپنے دین میں اور بٹ گئے فرقوں میں۔ ہر فرقہ اس (طریقے) پر جو ان کے پاس ہے مگن ہے۔

کیا آپ نے کبھی سوچا؟ جب ہم صحیح مسلمان تھے کسی گروہ یا فرقہ میں تقسیم نہ تھے تب قرطبہ پر مسلمان حکمران تھے خلافت عثمانیہ بھی مسلمانوں کی پہچان تھی تعلیمی درس گاہیں بھی مسلمانوں کی تھی سائنسدان بھی مسلمان تھے دنیا میں ہر نئی چیز مسلمان متعارف کرواتے تھے جب سے ہم نے صوبائیت، لسانیت کو اپنایا اور فرقہ بندی کو اپنی پہچان بنایا تب سے ہم ہر شعبہ میں زوال کا شکار ہیں پستی اور ذلت مسلمانوں کا مقدر بنتی جا رہی ہے آیئے ہم پھر سے صحیح مسلمان بن جائیں اپنی پہچان بطور مسلمان کروائیں تا کہ اللہ کی رحمتوں کا نزول ہو گم شدہ علمی میراث واپس مل جائے اور عظمتِ رفتہ بحال ہو جائے اور پھر شان سے زندگی گزارنے لگ جائیں جیسے مدینہ منورہ کی پہلی اسلامی ریاست میں صحابہؓ شان سے زندگی گزارتے تھے۔

[مورخہ ۵ مارچ ۲۰۱۰]

خطبہ

جمعۃ المبارک

عنوان

مسلمان اور تعلیم کی اہمیت

زیر اہتمام شعبہ دینی امور جوہری ٹرسٹ (جامع مسجد محمدی نئی آبادی اٹاری سروبہ لاہور)

نوٹ: ہم وضاحت کے ساتھ یہ بات آپ کے علم میں لانا چاہتے ہیں کہ الحمدللہ ہمارا کسی فرقہ کسی مسلک کسی سیاسی گروہ یا جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے ہمارا عزم ہے کہ ہم نے اپنے معاشرے سے انتشار اور افتراق (صوبائیت لسانیت فرقہ واریت) کو ختم کرنا ہے اور بہترین معاشرہ بنانے کیلئے ایک حقیری کوشش شروع کی ہے اس ادنیٰ سی کوشش کو آپ تک پہنچانے کیلئے خطبات کا سلسلہ ایک کڑی ہے امید رکھتے ہیں ہم اپنی اس کوشش میں آپ کو اپنے ساتھ پائیں گے اللہ پاک ہمیں استقامت دے اور معاشرتی بہتری کیلئے زیادہ سے زیادہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

(تعاون محترم جاوید اختر جوہری صاحب صدر جوہری ٹرسٹ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ اَوْفُوْا عَہْدَہٗ

اَمَّا بَعْدُ۔

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

فَتَعٰلَی اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّقْضٰٓی اِلَیْکَ وَحْیُہٗ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ○ (سورہ طٰہٰ: ۱۱۴)

ترجمہ: پس بلند و برتر ہے اللہ بادشاہ حقیقی، اور مت جلدی کرو قرآن پڑھنے میں اس سے پہلے کہ پوری پہنچے تم تک اس کی وحی اور دعا کرو اے میرے رب! زیادہ عطا کر مجھے علم

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ ○

معزز سامعین کرام! آج کے خطبہ کا عنوان مسلمان اور تعلیم کی اہمیت ہے۔ رب حق سے دعا ہے کہ رب ہمیں اپنے عنوان پر قرآن کے مطابق گفتگو کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سیّدنا آدمؑ کی فرشتوں پر برتری:

اللہ رب العزت نے جب اس کائنات کو سجانا پسند فرمایا تو فرشتوں سے فرمایا:

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (البقرہ: ۳۰)

(میں زمین میں اپنا ایک نائب بنا رہا ہوں)

فرشتوں نے عرض کیا، پروردگار عالم! آپ ایسے آدمی کو خلیفہ بنائیں گے جو زمین میں فساد مچائے گا اور خون بہائے گا۔ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ہم آپ کے نام کی تسبیح اور تقدیس بیان کرتے ہیں، یعنی جب ہم عبادت کرتے ہیں تو پھر کسی اور کو پیدا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ فرشتو! میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا فرمایا اور ان کو علم عطا کیا۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا (البقرہ: ۳۱) پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ تم ان چیزوں کے نام بتاؤ۔ وہ کہنے لگے۔ سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ○ (البقرہ: ۳۲) یعنی ہم تو ان چیزوں کے نام نہیں جانتے۔ اس کے بعد اللہ رب العزت نے سیّدنا آدمؑ سے پوچھا تو انہوں نے اسی وقت ان چیزوں کے نام بتا دیے۔

سیّدنا آدمؑ کا انعام:

سیّدنا آدمؑ اس امتحان میں پاس ہو گئے۔ یہ دستور ہے کہ جب بھی کوئی امتحان میں پاس ہوتا ہے تو اسے انعام ملا کرتا ہے۔ بلکہ دنیا والے کوشش کرتے ہیں کہ ایسا انعام دیا جائے جو کہ مدتوں یاد رہے۔ وہ اس مقصد کے لیے سرٹیفکیٹ اور شیلڈ بنا کر دیتے ہیں۔ تاکہ وہ طالب علم انہیں یادگار کے طور پر اپنے گھر میں لگائے اور پھر پوری زندگی یاد رکھے کہ میں نے نمایاں کامیابی حاصل کی تھی۔ پروردگار عالم نے بھی سیّدنا آدمؑ کو امتحان میں پاس ہونے پر جو انعام دیا سے رہتی دنیا یاد کرے گی وہ انعام یہ تھا کہ اللہ رب العزت نے حضرت آدمؑ کو "مسجود الملائکہ" بنا دیا اتنا بڑا انعام!!! یہ حق تو اللہ رب العزت کا تھا مگر مالک کو اختیار ہے۔ چنانچہ فرشتوں کو اللہ رب العزت نے فرمایا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو۔

سیّدنا آدمؑ اور صنعت و حرفت کا علم:

یہ کائنات زمین سے لے کر آسمان تک یعنی فرش سے لے کر عرش تک علم الٰہی کا مدرسہ ہے۔ اس مدرسہ کے سب سے پہلے معلم سیّدنا آدمؑ تھے۔ روایات میں آیا ہے کہ وہ اس دنیا میں زراعت اور صنعت و حرفت کا علم لے کر آئے۔ حضرت آدمؑ نے اپنی اولاد کو زراعت اور صنعت و حرفت کا علم سکھایا اور معلم اوّل بنے۔

سیّدنا ادریسؑ اور کتابت کا علم:

ان کے بعد حضرت ادریسؑ آئے۔ احادیث میں آیا ہے کہ انہوں نے دنیا میں علم کو قلم کے ذریعہ پھیلایا۔ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ انہوں نے اس کی سب سے پہلے خدمت کی۔ ان سے پہلے علم زبانی کلامی تو دوسروں تک پہنچتا تھا لیکن قلم سے مدد نہیں لی جاتی تھی۔ لہٰذا کلام کو ضبط تحریر میں لانے کا علم سب سے پہلے دنیا میں حضرت ادریسؑ لائے۔ انہوں نے عبرانی اور سریانی زبان اور بعض روایات میں آیا ہے کہ عربی زبان کی بنیاد ڈالی۔ سب سے پہلے حروف بنے، پھر الفاظ اور پھر پتھروں پر لکھنا شروع کیا گیا۔

سیّدنا نوحؑ اور حلال وحرام کا علم:

ان کے بعد سیّدنا نوحؑ تشریف لائے۔اللہ رب العزت نے ان کو لکڑی سے چیزیں بنانے کا علم دیا تھا۔چنانچہ انہوں نے کشتی بنائی۔اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حلال اور حرام کا علم دے کر بھیجا۔دنیا میں سب سے پہلے حلال وحرام کا علم حضرت نوحؑ لے کر آئے۔گویا وہاں سے حلال وحرام کی ابتدا ہوئی چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اِنَّا اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّ النَّبِيّٖنَ مِنْ بَعْدِهٖ (النساء:۱۶۳) اس آیت میں سیّدنا نوحؑ کا نام خاص طور پر آیا ہے۔

لباس شریعت کی تکمیل:

گویا شریعت کی ابتداء حضرت نوحؑ سے ہوئی اس کی مثال یوں سمجھیے کہ جیسے چھوٹا بچہ پیدا ہوتا ہے تو پہلے دن ہی اس کو لباس نہیں پہنا دیتے کیونکہ چھوٹا سا ہوتا ہے۔بس ایک کپڑا سا باندھ دیتے ہیں تاکہ گندگی نہ پھیلے۔شروع میں اس کا جسم ایسے ہی بغیر لباس کے رہتا ہے۔کچھ عرصہ کے بعد اس کا ایک چھوٹا سا لباس بنایا جاتا ہے۔جیسے اس کی عمر بڑھتی رہتی ہے ویسے ہی اس کا لباس بھی نیا بنانا پڑتا ہے۔قد بڑھنے کے ساتھ ساتھ لباس کا سائز بھی بڑھتا رہتا ہے۔عموماً تیس پینتیس سال کی عمر میں انسان کا جسم اتنی قد وقامت اختیار کر لیتا ہے کہ اس کے بعد اس کا لباس پوری عمر کیلیے اسی سائز کا چلتا رہتا ہے۔یہی انسانیت کی مثال ہے کہ شروع میں انسان کو کسی چیز کا پتہ ہی نہیں تھا اس لیے اسے زراعت کا علم دیا،صنعت وحرفت کا علم دیا اور علم کو قلم کے ذریعے ضبط کرنے کا علم دیا اس کے بعد ایک وقت آیا کہ جب اسے حلال وحرام کا علم دیا۔گویا یہ سب سے پہلا لباس شریعت تھا جو انسانیت پہن رہی تھی۔پھر انبیاؑ تشریف لاتے رہے تو اس لباس شریعت کا سائز بڑھتا گیا،شریعت اور زیادہ کامل ہوتی گئی۔حتیٰ کہ جب نبیؐ تشریف لائے تو انسانیت اپنی جوانی تک پہنچ چکی تھی۔اس لیے نبیؐ شریعت کا ایک ایسا لباس لائے کہ قیامت تک اس کا سائز بدلنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔لہٰذا دین اسلام قیامت تک آنے والی انسانیت کیلیے کافی وافی اور شافی ہے۔

انبیائے کرام اور تخصیص علوم:

دنیا میں انبیائے کرام مختلف علوم وفنون لائے۔یوں سمجھیے کہ جیسے ایک ہی سکول میں مختلف مضامین کے استاد ہوتے ہیں انہوں نے علم تو سارا پڑھا ہوتا ہے مگر کسی ایک مضمون میں تخصص کیا ہوتا ہے۔کوئی ریاضی کا سپیشلسٹ ہوتا ہے،کوئی انگریزی کا،کوئی اسلامیات کا،کوئی سائنس اور کوئی اردو کا ہوتا ہے۔اسی طرح مختلف انبیائے کرام شریعت کا علم تو لائے مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں کسی نہ کسی ایک علم میں تخصیص عطا فرما دی۔

سیّدنا ابراہیمؑ اور علم مناظرہ:

حضرت ابراہیمؑ دنیا میں علم مناظرہ لے کر آئے۔مناظرہ کے لیے تین باتیں بڑی اہم ہوتی ہیں۔ایک یہ کہ اس میں غور وفکر کرنے کی عادت ہو،دوسری یہ کہ اس کا اپنا دل مطمئن ہو اور تیسری یہ کہ جب مخالف کوئی بات کرے تو ایسا مسکت جواب دے کہ اس کی زبان بند ہو جائے۔سیدنا ابراہیمؑ میں تینوں خوبیاں تھیں۔ان کے اندر غور وفکر کی اتنی عادت تھی کہ جب ستاروں کو دیکھا تو کہنے لگے،هٰذَا رَبِّيْ کہ یہ میرا رب ہے لیکن جب دیکھا کہ وہ غروب ہو گئے تو فرمانے لگے کہ غروب ہونے والا تو پروردگار نہیں ہو سکتا۔لہٰذا یہ رب نہیں ہے۔اس کے بعد چاند طلوع ہوا اسے دیکھ کر فرمانے لگے۔هٰذَا رَبِّيْ کہ یہ میرا رب ہے جب وہ بھی غروب ہو گیا تو فرمایا،یہ بھی پروردگار نہیں ہے۔پھر سورج پر نظر پڑی تو فرمانے لگے۔هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ کہ یہ میرا رب ہے کیونکہ یہ بڑا ہے۔ فَلَمَّآ اَفَلَتْ جب وہ بھی غروب ہوا تو فرمانے لگے کہ میں غروب ہونے والے کو پروردگار نہیں مانتا۔ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (الانعام:۷۹) میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف کر لیا جو زمین اور آسمان کو پیدا کرنے والی ہے۔مناظر کی دوسری خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ ہر چیز میں غور وفکر کر کے اطمینان قلب حاصل کر لیتا ہے۔اللہ رب العزت نے سیدنا ابراہیمؑ کو یہ نعمت بھی عطا فرمائی تھی۔انہوں نے پوچھا،اے اللہ! كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى آپ مردے کو کیسے زندہ فرمائیں گے اللہ رب العزت نے فرمایا۔ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ کیا آپ اس بات پر ایمان نہیں رکھتے؟ عرض کیا،اے پروردگار! اس بات پر میرا پکا ایمان ہے۔وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ میں تو صرف دل کے اطمینان کے لیے پوچھ رہا ہوں،چنانچہ اللہ رب العزت نے چند مردہ پرندوں کو زندہ کر کے دکھا دیا۔

جب حضرت ابراہیمؑ کے دل میں اطمینان آ گیا تو اکیلے ہونے کے باوجود نمرود کے دربار میں مناظرہ کرتے ہیں اور اسے چپ کرا دیتے ہیں اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک مرتبہ نمرود نے سیّدنا ابراہیمؑ کو بلایا اور پوچھا کہ تم مجھے خدا کیوں نہیں مانتے؟ سیدنا حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا،میرا خدا تو وہ ہے جو زندوں کو مار دیتا ہے اور مرے ہوؤں کو زندہ کر دیتا ہے۔نمرود تو بہت ہی کم عقل انسان تھا،اگر عقل تھی بھی سہی تو اس نے سنبھال کے رکھی ہوئی تھی استعمال نہیں کرتا تھا۔وہ کہنے لگا کہ یہ کام میں بھی کر لیتا ہوں۔چنانچہ ایک بے گناہ آدمی کو بلا کر اسے قتل کروا دیا اور ایک گنہگار کو بلا کر اسے معاف کر دیا،اور کہنے لگا،یہ زندہ اور مردہ کرنے والا کام تو میں نے بھی کر دیا ہے۔یہ سن کر حضرت ابراہیمؑ سمجھ گئے کہ گھی ٹیڑھی انگلی سے

نکالنا پڑے گا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا، اچھا۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِھَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُھِتَ الَّذِیْ کَفَرَ میرا پروردگار وہ ہے جو سورج کو شرق سے طلوع کرتا ہے، اگر تیرا کچھ اختیار ہے تو سورج کو مغرب کی طرف سے طلوع کر کے دکھا، یہ سن کر نمرود بالکل ہی مبہوت ہو کر رہ گیا۔ اس کے پاس کوئی جواب بھی نہ تھا۔

سیّدنا یوسفؑ اور خوابوں کی تعبیر کا علم:

سیدنا یوسفؑ اس دنیا میں علم تعبیر الرؤیا لے کر آئے۔ جسے خوابوں کی تعبیر کا علم کہتے ہیں۔ جب حضرت یوسفؑ جیل میں تھے اس وقت آپ نے دو آدمیوں کے خوابوں کی تعبیر بتائی۔ تعبیر کے مطابق ان میں سے ایک قتل ہو گیا اور دوسرے کو معافی مل گئی۔ ایک دفعہ بادشاہ نے خواب دیکھا۔ اسے اس خواب کی تعبیر بتانے والا کوئی شخص نظر نہ آیا۔ ایک آدمی نے بادشاہ سے کہا، بادشاہ سلامت! جیل میں ایک آدمی ہے میں اس سے اس خواب کی تعبیر پوچھتا ہوں۔ چنانچہ حضرت یوسفؑ نے اس خواب کی ایسی تعبیر بتائی جو بادشاہ کے دل کو بھا گئی۔ حتیٰ کہ ایک ایسا وقت آیا کہ بادشاہ نے اپنا تخت و تاج حضرت یوسفؑ کے حوالے کر دیا۔

ایک اہم نکتہ:

یہاں پر ایک نکتہ غور طلب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا یوسفؑ کو دو چیزوں میں امتیاز عطا کیا تھا۔ ایک حسن میں اور دوسرا علم التعبیر میں۔ نبیؐ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بھائی یوسف صبیح تھے۔ اتنے خوب صورت گورے چٹے تھے زنانِ مصر دیکھ کر کہنے لگیں۔ مَا ھٰذَا بَشَرًا اِنْ ھٰذَآ اِلَّا مَلَکٌ کَرِیْمٌ(یوسف:۳۱)

کہ یہ کوئی انسان نہیں ہے بلکہ یہ تو کوئی مکرم فرشتہ ہے۔ جو دیکھتا تھا دل دے بیٹھتا تھا۔

حضرت یوسفؑ جب جوانی کی عمر کو پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو علم عطا کیا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا۔ فَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا (یوسف:۲۲) جب وہ بھرپور جوانی کی عمر کو پہنچے تو ہم نے ان کو علم عطا کیا۔ اس میں کون سا علم خصوصیت کے ساتھ تھا؟ قرآن مجید میں ہے۔ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ خوابوں کی تعبیر کا علم تھا۔

یہاں سمجھنے کی بات یہ ہے کہ جب ان کو بھائیوں نے کنویں میں ڈالا اور وہ نکالے گئے تو نکالنے والوں نے ان کو بیچا۔ اس وقت ان کے پاس ان دو نعمتوں میں سے ایک نعمت تھی۔ حسن اور جمال والی نعمت۔ ان کو حسن اور جمال ماں کے پیٹ سے ملا تھا اور جب الحتی جوانی ہو تو پھر تو حسن اور بھی دلکش ہوتا ہے۔ ان کے پاس حسن کی انتہا تھی۔ اس وقت ان کو بیچا گیا۔ ان کی قیمت بھلا کتنی لگی؟ قرآن مجید نے اس سوال کا جواب یوں دیا۔ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ (یوسف:۲۰) چند کھوٹے سکے۔ معلوم ہوا کہ جب حسن علم سے علیحدہ ہوتا ہے تو اپنی قدر کھو دیتا ہے۔ اللہ کے ہاں نٹ حسن کی کوئی قیمت نہیں۔ حسن والوں کے لیے کتنی عبرت کی بات ہے کہ حسن یوسف کی قیمت دو تین کھوٹے سکے لگ رہی تھی۔ حسن کی پوجا کرنے والے چند کھوٹے سکے کی متاع کے پیچھے بھاگ رہے ہوتے ہیں۔ عبرت حاصل کرنے کا مقام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت یوسفؑ کو علم عطا فرما دیا تو ان پر امتحان آیا۔ بالآخر اللہ رب العزت نے ان کو اس آزمائش میں کامیاب فرما دیا۔ جیل میں بھی گئے اور بالآخر ایک وہ وقت بھی آیا جب ان کو جیل سے نکالا گیا اور پوچھا گیا کہ اب قحط آئے گا تو آپ ہی بتائیں کہ ہم اس آزمائش کا سامنا کیسے کریں۔ فرمایا۔ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ (یوسف:۵۵) مجھے آپ فنانس منسٹر یعنی خزانوں کا والی بنا دیں۔ چنانچہ ان کو فنانس منسٹر بنا دیا گیا۔ اب دیکھیں کہ اللہ رب العزت علم کے ذریعے عزت دے رہے ہیں۔ عزت بھی کیا ملی کہ تخت پر بیٹھ کر خزانے تقسیم کر رہے ہیں۔

ایک وہ وقت بھی آیا جب بھائی غلہ لینے کے لیے آئے۔ حضرت یوسفؑ نے ایک حیلے سے اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس رکھ لیا۔ پھر دوبارہ بھائی آئے تو کہنے لگے۔ یٰۤاَیُّهَا الْعَزِیْزُ اے عزیز مصر! مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ ہمیں اور ہمارے اہل خانہ کو تنگدستی نے بے حال کر دیا ہے۔ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ ہم ایسی قیمت لائے ہیں جو پوری بھی نہیں۔ فَاَوْفِ لَنَا الْكَیْلَ آپ ہمیں غلہ پورا دے دیں۔ وَتَصَدَّقْ عَلَیْنَا اور ہم پر صدقہ اور خیرات کر دیں۔ اِنَّ اللّٰهَ یَجْزِی الْمُتَصَدِّقِیْنَ ○ اللہ تعالیٰ صدقہ دینے والوں کو جزا دیتے ہیں۔ جب حضرت یوسفؑ نے یہ دیکھا کہ میں بھی نبیؑ کا بیٹا ہوں اور یہ بھی نبی کے بیٹے ہیں اور یہ میرے سامنے کھڑے بھیک مانگ رہے ہیں تو اس وقت انہوں نے ان سے پوچھا۔ مَا فَعَلْتُمْ بِیُوْسُفَ تم نے یوسف کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا؟ یہ سن کر ان کی آنکھیں کھل گئیں اور پوچھنے لگے۔ ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ یُوْسُفُ کیا آپ یوسفؑ ہیں؟ انہوں نے فرمایا۔ اَنَا یُوْسُفُ ہاں میں یوسف ہوں۔ وَهٰذَاۤ اَخِیْ اور یہ میرا بھائی بنیامین ہے۔ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَیْنَا تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرما دیا۔ اِنَّهٗ مَنْ یَّتَّقِ وَیَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ○ (یوسف:۹۰) کہ جو انسان اپنے اندر تقویٰ اور صبر و ضبط کو پیدا کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکاروں کے اجر کو ضائع نہیں کیا کرتے۔ ہر دور اور ہر زمانے میں جو حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کی طرح نفس کا پجاری بنے گا اللہ تعالیٰ اسے فرش پر کھڑا کریں گے اور جو حضرت یوسفؑ کی طرح تقویٰ والی زندگی گزارے گا اللہ تعالیٰ اسے عرش پر بٹھائیں گے۔

سیدنا داؤدؑ اور زرہ بنانے کا علم:

حضرت داؤدؑ کو اللہ تعالیٰ نے لوہے سے زرہ بنانے کا علم عطا کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ (سباء: ١٠) کہ ہم نے ان کے لئے لوہے کو نرم کر دیا۔ وہ لوہے کی کڑیاں بناتے تھے پھر ان کو جوڑ کر زرہ بناتے تھے جو اس دور میں جنگ میں کام آتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ خاص علم دیا تھا جس کا تذکرہ اللہ رب العزت نے قرآن میں یوں فرمایا۔ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ (الانبیاء: ٨٠) کہ ہم نے ان کو لباس (زرہ) بنانے کا علم دیا۔ اس علم کی وجہ سے اللہ رب العزت نے ان کو شاہی عطا فرمائی۔ حالانکہ حضرت داؤدؑ کے والد تو بادشاہ نہیں تھے۔

سیدنا سلیمانؑ اور پرندوں سے ہم کلام ہونے کا علم:

ان کے بعد ان کے بیٹے حضرت سلیمانؑ بادشاہ بنے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نبی بھی تھے اور وقت کے بادشاہ بھی تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی شاہی دی جو دنیا میں نہ کسی کو پہلے ملی اور نہ بعد میں ملے گی۔ ان کی شاہی انسانوں پر بھی، جنوں پر بھی، پرندوں پر بھی، مچھلیوں پر بھی، اور ہوا پر بھی تھی۔ ان کو بھی ایک خاص علم دیا گیا تھا۔ انہوں نے لوگوں کو فرمایا۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ (النمل: ١٦) اے انسانوں! اللہ تعالیٰ نے ہمیں پرندوں کے ساتھ ہم کلام ہونے کا علم عطا فرمایا ہے۔

ایک دفعہ انہوں نے اپنے لشکر میں دیکھا کہ ہد ہد نہیں تھا۔ یہ ہد ہد پرندہ اپنی چونچ سے زمین میں سوراخ کر کے بتاتا تھا کہ وہاں پانی سطح زمین سے قریب ہے یا نہیں۔ جب انہوں نے اسے غیر حاضر پایا تو فرمایا کہ یا تو یہ کوئی معقول وجہ بتائے یا پھر اسے سزا ملے گی۔ اتنے میں ہد ہد آ گیا۔ اس نے آ کر کہا کہ جی میں آپ کے پاس قوم سبا کی ایک شہزادی کی خبر لے کر آیا ہوں۔ وہ سورج کی پرستش کرتی ہے۔

ہد ہد پرندے میں علم کی وجہ سے جرأت:

اب یہاں پر ذرا غور کیا جائے کہ کہاں حضرت سلیمانؑ کی شان اور کہاں چھوٹا سا ہد ہد پرندہ۔ چونکہ اس کے پاس علم تھا اس لئے وہ بڑھ بڑھ کر بول رہا تھا۔ اس نے کہا۔ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ (النمل: ٢٢) میں وہ جانتا ہوں جو آپ نہیں جانتے اور میں قوم سبا کی ایک ٹھوس خبر لایا ہوں۔ اس پرندے کی کیا اوقات تھی کہ حضرت سلیمانؑ کے سامنے بولے۔ مگر علم اس کو جرأت دے رہا تھا۔ چنانچہ اس کی خبر پر خطوط بھیجے گئے۔ بالآخر وہ وقت آیا ملکہ بلقیس خود آنے لگی۔

آسف بن برخیا کا مقام:

جب ملکہ بلقیس آ رہی تھی تو حضرت سلیمانؑ کا جی چاہا کہ میں اس کے آنے سے پہلے اس کا تخت منگوالوں۔ چنانچہ جب دربار لگا تو حضرت سلیمانؑ نے فرمایا۔ اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ○ (النمل: ٣٨) کہ تم میں سے کون ہے جو اس کا تخت اس کے پہنچنے سے پہلے میرے پاس لا کر حاضر کر دے؟۔ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ جنوں میں سے عفریت نامی ایک جن تھا، وہ کھڑا ہوا اور اس نے کہا۔ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ (النمل: ٣٩) میں وہ تخت آپ کی محفل برخاست ہونے سے پہلے آپ کے پاس پہنچا دیتا ہوں۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ یوں تو بہت دیر ہو جائے گی، مجھے تو بہت پہلے چاہیے۔ اس بات پر جن بھی چپ ہو گئے۔ حضرت سلیمانؑ نے پھر پوچھا کہ کیا کوئی اور ہے جو یہ کام کر کے دکھائے۔ بالآخر ان کی محفل سے آصف بن برخیا نامی ایک آدمی کھڑا ہوا۔ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ کہا اس شخص نے جس کے پاس کتاب کا علم تھا۔ علم کی شاہی دیکھیے، علم کی طاقت دیکھیے۔ وہ کہنے لگا۔ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ میں آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے وہ تخت آپ کے پاس پہنچا دیتا ہوں۔ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ (النمل: ٤٠) حضرت سلیمانؑ نے پلک جھپک کر دیکھا تو تخت موجود تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ میرے پروردگار کا فضل ہے۔ اس سے علم کی طاقت کا اندازہ کیجئے کہ جو کام جن بھی نہ کر سکے وہ ایک عالم کر دکھایا۔

حضرت خضرؑ اور امور تکوینیہ کا علم:

علم میں اتنی عظمت ہے کہ ایک غیر نبی کو ایک نبی کا استاد بننے کا شرف نصیب ہوتا ہے۔ حضرت خضرؑ کے بارے میں محدثین نے لکھا ہے کہ وہ نبی تو نہیں تھے البتہ بڑے اولیاء میں سے تھے۔ ان کی نبوت میں اختلاف ہے مگر ان کی ولایت پر اتفاق ہے۔ وہ غیر نبی تھے مگر ان کے پاس ایک علم تھا۔ جس کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا (الکہف: ٦٥) ان کو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی عطا کر دیا تھا۔ جو کہ تکوینی امور کے بارے میں تھا۔ ایک شریعت کا علم ہوتا ہے اور دوسرا تکوینی علم ہوتا ہے۔ تکوینی علم حاصل کرنا ہمارے لئے ضروری نہیں ہے۔ یہ علم کائنات کا نظام چلنے سے متعلق ہے۔ ہمیں تو صرف شریعت کا علم حاصل کرنا

ہے۔انبیائے کرامؑ شریعت کا علم لاتے رہے لیکن حضرت خضرؑ کے پاس تکوینی علم تھا۔ایک ایسا وقت آیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت موسیٰ کلیم اللہؑ کو بھیجا کہ آپ ذرا جا کر ان سے ملیئے۔یہاں یہ نکتہ غور طلب ہے کہ ایک نبیؑ ایک غیر نبی کے پاس علم پانے کیلئے تشریف لے گئے۔

اسلام میں ٹیکنالوجی کے فروغ کیلئے ٹھوس دلائل:

دلیل نمبر ۱:

کیا اسلام میں بھی ٹیکنالوجی کے فروغ کیلئے کچھ تعلیمات ملتی ہیں؟ جی ہاں، اس ٹیکنالوجی کے فروغ کیلئے ہمیں کتاب وسنت کے اندر کئی دلائل ملتے ہیں۔دیکھئے نبی ﷺ نے ساری زندگی کبھی سفر نہیں کیا، نہ کبھی بحری جنگ کی بلکہ صرف غزوات میں حصہ لیا جو کہ زمینی جنگیں کہلاتی ہیں۔مگر آپ ﷺ کو پتہ تھا کہ اسلام کی مضبوطی اور سر بلندی کیلئے جیسے بری جنگیں ضروری ہیں ایسی ہی بحری جنگیں بھی ضروری ہیں۔چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا! میری امت میں جو سب سے پہلے بحری جنگ کریں گے میں ان لوگوں کو جنت کی بشارت دیتا ہوں۔اگر خشکی پر اللہ کے نام کیلئے لڑ رہے ہیں تو اللہ کے دین کو پہنچانے کیلئے ان کو برتری (سمندروں میں بھی جانا پڑے گا۔)

دلیل نمبر ۲:

ایک صحابیؓ نے نبی ﷺ سے مصافحہ فرمایا اس کے ہاتھ بہت سخت تھے۔آپ ﷺ نے پوچھا، یہ کیا ہے؟ کہنے لگا، جی میں پتھر توڑتا ہوں اس لیے میری ہتھیلی کا گوشت سخت ہو گیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ ہاتھ سے محنت مزدوری کرنے والا اللہ کا دوست ہوتا ہے۔اگر آج کے دور میں کوئی آدمی ہاتھ سے محنت مزدوری کرے گا تو وہ عین اسلامی چیز سمجھی جائے گی اور اللہ رب العزت اس کو ثواب عطا فرمائیں گے۔

دلیل نمبر ۳:

ایک صحابیؓ ہاتھ میں چمکدار تلوار لے جا رہے تھے۔نبی اکرم ﷺ نے دیکھا تو پوچھا کہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ وہ کہنے لگے، جی یہ تلوار ہے، ایک قافلہ فلاں جگہ کی بنی ہوئی تلوار لے کر آیا تو میں نے ان سے خرید لی۔اللہ کے محبوب ﷺ نے فرمایا، اگر تو اپنے ہاتھ کی بنی ہوئی تلوار سے جہاد کرتا تو اللہ رب العزت تجھے دوہرا اجر عطا فرما دیتے۔تو یہ کیا چیز ہے؟ اپنی ٹیکنالوجی اور وسائل کو بڑھانے کیلئے کیا جا رہا ہے۔

دلیل نمبر ۴:

شروع میں صحابہ کرامؓ کو عبرانی زبان نہیں آتی تھی۔دنیا کے بادشاہوں کو اسی زبان میں خطوط لکھے جاتے تھے۔چونکہ صحابہ کرامؓ صرف عربی جانتے تھے اس لیے وہ یہ خطوط یہودیوں سے لکھواتے تھے۔ایک مرتبہ ایک صحابیؓ کہنے لگے، اے اللہ کے نبی ﷺ! ہمیں کیا پتہ وہ کیا لکھ دیتے ہیں، اگر اجازت ہو تو میں عبرانی زبان سیکھ کر آتا ہوں۔آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔چنانچہ وہ صحابیؓ وہاں سے گئے اور پندرہ دنوں کے اندر وہ زبان سیکھ کر واپس تشریف لے آئے۔

محمد بن قاسمؒ کا عظیم کارنامہ:

دینی علوم سے انسان کے کمالات اجاگر ہو جاتے ہیں اسلامی دنیا میں سب سے کم عمر سپہ سالار اسامہ بن زیدؓ اور محمد بن قاسمؒ ہیں۔سترہ سال کی عمر میں سپہ سالاری کے فرائض سرانجام دیئے۔آج سترہ سال کا بچہ گھر کا نظام نہیں چلا سکتا جبکہ وہ سترہ سال کا بچہ ایک فوج کا جرنیل بن کر آ رہا ہے۔اسلام نے ان اٹھتی جوانیوں کو ایسی صفات عطا کر دیں کہ انہوں نے پوری کی پوری فوج کو کمانڈ کر کے دکھا دیا۔

مسلمان سائنسدانوں کی خدمات:

اسلام کو جو عروج ملا تو اس میں جہاں مصلے پر بیٹھنے والوں کا حصہ ہے، وہاں ان کا بھی حصہ ہے کہ جنہوں نے اس امت کو دنیاوی فائدے پہنچانے کیلئے کام کیا سائنس اور ٹیکنالوجی کیلئے انتھک کوششیں کیں اور بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے۔رئیس الاطباء بو علی سینا نے ''القانون فی الطب'' نام کی کتاب لکھی۔آپ حیران ہونگے کہ سینکڑوں سال گزرنے کے بعد آج کے سائنسی دور میں بھی یہ ایک مستند کتاب سمجھی جاتی ہے۔ابن رشد نے سب سے پہلے تحقیق کی کہ جس آدمی کو ایک مرتبہ چیچک نکل آتی ہے اس کو دوبارہ زندگی بھر چیچک نہیں نکلتی۔علم ہندسہ میں نصیر الدین طوسی نے اقلیدس کی مبادیات کی شرح لکھی۔بصریات کی سائنس میں ابو الہیثم نے کتاب المناظر لکھی۔علی بن عیسیٰ نے تذکرۃ الکحالین لکھی اور علم جراحی میں مخدرات کے استعمال کی تجویز پیش کرنے والا پہلا شخص بنا۔

حکیم ترمذی کی سائنسی خدمات:

حکیم ترمذیؒ بیک وقت ایک عالم اور محدث بھی تھے اور بڑے ماہر طبیب بھی تھے۔ ترمذ میں اس عاجز کو حاضر ہونے کا موقع ملا۔ ان کا بنایا ہوا ہسپتال دیکھا۔ یہ ایک عجیب تجربہ تھا۔ اس دور میں انہوں نے آپریشن کرنے کیلئے زیرِ زمین جگہیں بنائی ہوئی تھیں۔ آپ حیران ہو گئے انہوں نے نیچے ایسی جگہ بنائی ہوئی تھی کہ وہ جراثیم سے بالکل پاک تھی۔ ایسے لگتا تھا جیسے ایک نئی دنیا ہے۔ اس دور میں آپریشن کرنے کیلئے جگہوں کو ایئر کنڈیشنڈ بنانا، صاف ستھرا ماحول پیدا کرنا اور ان تجربہ گاہوں کا قائم کرنا ہمارے سلف وصالحین کا کارنامہ ہے۔

مرزا الغ بیگ اور خلائی سفر کا تصور:

اس عاجز کو سمرقند جانے کا موقع ملا۔ وہاں پر انہوں نے ایک خلائی تجربہ گاہ بنائی ہوئی ہے، وہ لیبارٹری ایک مسلمان سائنسدان نے بنائی تھی۔ جب رشیا نے سب سے پہلا خلائی سیارہ بھیجا تو اس کی سائنسی فلم نے اس بات کو تسلیم کیا کہ ہمیں یہ تمام معلومات اس لیبارٹری سے ملی تھیں جو ایک مسلمان سائنسدان مرزا الغ بیگ نے قائم کی تھی۔ مرزا الغ بیگ محلات میں رہنے والا شہزادہ تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر تحقیق کا ایسا مادہ رکھ دیا تھا کہ اس کی تحقیقات کو بنیاد بنا کر روس نے دنیا میں سب سے پہلا سیارہ بھیجا۔

محمد بن موسیٰ الخوارزمی کے سائنسی کارنامے:

خوارزم ازبکستان کا ایک بڑا شہر ہے۔ بخارا سے آپ وہاں پہنچنا چاہیں تو کم و بیش دس گھنٹے لگ گیں کیونکہ یہ پہاڑی سفر ہے، ایک علیحدہ سا شہر نظر آتا ہے مگر اس خوارزم نے بڑے بڑے سائنسدان پیدا کیے، یہ بڑا مردم خیز علاقہ بنا۔ محمد بن موسیٰ الخوارزمی اسی شہر کے باشندے تھے جنہوں نے الجبرا کی بنیاد رکھی۔ یہ الجبرا عربی زبان کا لفظ ہے۔ الجبرا میں ہم جو الوگرتھم پڑھتے ہیں اس کا تصور بھی انہوں نے دیا۔ جس چیز کا پتہ نہ ہو اس کیلئے الجبرا میں ''ایکس'' ڈال دیتے ہیں یہ کر اس یعنی ایکس کی علامت ڈالنے کی بنیاد محمد بن موسیٰ الخوارزمی نے ہی رکھی۔ الجبرا میں ہم منفی کی علامت لگا دیتے ہیں، یہ بھی سب سے پہلے محمد بن موسیٰ الخوارزمی نے استعمال کی انہوں نے الجبرا پر ایک کتاب لکھی جس کا نام ''کتاب المختصر فی الجبرا والمقابلہ'' تھا اس کا جب لاطینی زبان میں ترجمہ کیا گیا تو اس وقت یورپ میں پہلی دفعہ الجبرا کی تعلیم پہنچی۔

مسلمان سائنسدانوں کو پذیرائی نہ ملنے کی وجہ:

محترم سامعین کرام! ہماری ملت میں جابر بن حیان، محمد بن موسیٰ الخوارزمی، ابن ہیثم، البیرونی، ابن سینا، ابن نفیس اور ابوحنیفہ دینوری اتنے بڑے بڑے سائنسدان گزرے ہیں کہ ان کا مرتبہ گلیلیو، نیوٹن، جان والٹن، آئن سٹائن سے کسی طرح بھی کم نہیں۔ مگر مصیبت یہ تھی کہ ان مسلمان سائنسدانوں کی تحقیقات شخصی محنت کا نتیجہ تھیں۔ حکومتِ وقت نے اگر ان کی سرپرستی کی ہوتی تو یہ باتیں آج قانون بن کر ان کے ناموں سے مشہور ہوتیں۔

دینی اداروں کی اہمیت تاریخ کے حوالے سے:

مجھے ایک خط کے بارے میں بتایا گیا جو ایک عجائب گھر میں محفوظ کیا ہوا ہے یہ لیٹر اس وقت کا ہے جب قرطبہ، سپین، اندلس اور بغداد میں مسلمانوں کی بہت بڑی بڑی یونیورسٹیاں ہوتی تھیں۔ اس دور میں برطانیہ کے بادشاہ نے مسلمان بادشاہ کو خط لکھا کہ آپ کے ملک میں عورتوں کی تعلیم کے بہت اچھے اچھے ادارے ہیں میں بھی اپنی بہن کو اس ادارہ میں داخل کروانا چاہتا ہوں، آپ برائے مہربانی اسے داخلہ دے دیجئے۔

اللہ رب العزت کا وعدہ:

اللہ رب العزت فرماتے ہیں۔ اِنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى اللہ رب العزت کا وعدہ ہے کہ مرد ہو یا عورت، میں تمہارے کیے ہوئے عمل کو کبھی رائگاں نہیں جانے دوں گا۔ آج محنت کا میدان ہمارے لیے وسیع کر دیا گیا ہے ہمارے اسلاف نے محنتیں کیں اور ان کی محنتوں سے آج پوری دنیا فائدہ اٹھا رہی ہے اگر ہم نے آج محنت کی تو ہم کو بھی اللہ تعالیٰ قبول فرمالیں گے۔ ایک دوسری جگہ فرمایا۔ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى۔ انسان کو وہی کچھ ملتا ہے جس کیلئے وہ محنت کرتا ہے۔ یہاں پر یہ نہیں فرمایا گیا کہ مسلمان کو وہی کچھ ملتا ہے جس کیلئے وہ محنت کرتا ہے بلکہ انسانوں کی بات کی گئی ہے جس میں مسلم اور غیر مسلم دونوں کی بات کی گئی ہے۔ چنانچہ جب غیر مسلموں نے محنت کی تو ان کی محنت کا بدلہ اللہ تعالیٰ نے اسی دنیا میں ان کو دے دیا۔

مسلمان سائنسدانوں کا اجمالی تعارف:

۱۔بوعلی سینا(۱۰۳۷۔۹۸۰ء) کا لقب مسلم دنیا کا ارسطو۔ ماہر طبیب اور عظیم مفکر تھے۔

۲۔محمد بن موسیٰ الخوارزمی (۸۵۰۔۷۸۰ء) مسلم ریاضی دان، گنتی کا موجد، آپ نے رسم الخط دریافت کیا اور الجبرا میں منفی علامتیں شامل کیں۔

۳۔یعقوب الکندی (۸۴۰۔۸۷۷ء) مسلمان ریاضی دان اور ہیت دان تھے۔

۴۔الفارابی (۹۰۳۔۸۳۲ء) مسلمان ریاضی دان اور ہیت دان تھے۔

۵۔زکریارازی (۹۲۵۔۸۲۵ء) مسلمان طبیب اور کیمیاءدان تھے۔

۶۔ابن مسکویہ (۱۰۳۰۔۹۵۰ء) بہت مشہور کیمیادان تھے۔

۷۔عمر خیام (مشہور شاعر اور ریاضی دان تھے۔

۸۔ابن طفیل (۱۱۸۵۔۱۱۰۰ء) عظیم فلسفی اور طبیب تھے۔

۹۔ابن بیطار (۱۲۴۸۔۱۱۸۱ء) مشہور ماہر نباتات تھے۔

۱۰۔عورتیں بھی اس میدان میں پیچھے نہیں رہیں مثلاً ام الحسن بنت ابوجعفر ماہر طبیبہ تھیں، طبیبہ زینب آنکھوں کے علاج میں بہت مشہور تھیں، علیہ بنت المہدی، عائشہ بنت احمد اور ولاوہ بنت خلیفہ مشہور شاعرات گذری ہیں۔

تعلیم کی اسلام میں اس قدر اہمیت ہے کہ بدر میں جو کفار مسلمانوں نے قید کیے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا ہمارے مسلمانوں کو تعلیم دو تو تمہیں چھوڑ دیا جائے گا ہم جب صحیح مسلمان تھے تو دنیا میں تعلیم کی بڑی یونیورسٹیاں بھی ہماری تھیں اس وقت دنیا کی پانچ سو بڑے تعلیمی ادارے غیر مسلم ممالک میں ہیں۔

لمحہ فکریہ:

محترم سامعین کرام! آج ہم ''پدرم سلطان بود'' کا نعرہ لگاتے ہیں کہ ہمارا باپ دادا بڑی عزتوں والے تھے تو یہ بھی تو بری بات ہے کہ ان کی اولاد کتنی نکھٹو ہے ہمیں چاہیے کہ جو سرمایہ ہمارے اسلاف نے ہمیں دیا تھا ہم اسے لے کر آگے بڑھیں اور دنیا کو علم کے نور سے منور کریں۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے دھر میں اسم محمد سے اجالا کر دے

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح قرآن پاک کے مطابق تعلیم حاصل کرنے سمجھنے اور [illegible] عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے امین یارب العالمین

وما علینا الا البلوغ